سید عطاء المحسن بخاری

۱

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا

آبدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختمِ نبوۃ

جزوی استفادہ از ختم نبوت کامل مصنفہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب امروی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا۔ — اے انسانو! تحقیق بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لئے۔

(سورۃ اعراف پ ۹ آیت ۱۵۸)

اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ وہ اپنی رسالت کا اعلان فرمائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے سکھائے ہوئے لفظوں کو دہرایا اور تمام انسانوں کو مخاطب بنایا۔ وہ انسان جو عہدِ رسالت مآب میں زندہ تھے یا عہدِ رسول مبین کے بعد پیدا ہوئے یا ازمنۂ وسطیٰ میں صفحۂ ارضی پر اپنے اعمال کی چھاپ چھوڑ گئے یا قیامت تک آنے والے انسان جو اپنی عملی زندگی کے نشانات کتابِ ارضی میں ثبت کریں گے، وہ سرخ و سفید ہوں، کالے ہوں یا گندمی عرب ہوں یا عجمی سبھی اس خطاب کی زد میں ہیں۔ یہ خطابِ رسول زمان و مکان کی قید سے آزاد اور قومیت و وطنیت کی قید سے بھی ماوراء و منزہ ہے۔

اور وہ انسان بھی، جو کسی نسبت کے مقید ہیں یعنی یہودی، عیسائی، صابی، مجوسی،

زرتشتی، بدھسٹ، بالمیکی، ہندو، مظاہر پرست، نجوم وکواکب پرست، اصنام پرست، اشخاص پرست "اور وہ مخلوق بھی جسے عہدِ جدید کی تحقیقات انسان کہے۔ برفانی انسان (اگر وہ انسان ہے) سب اور اس کائنات میں جہاں کہیں بھی زمینوں، آسمانوں میں انسان نام کی کوئی مخلوق دریافت ہو وہ سب اس خطاب عام میں شامل و مخاطب ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب قیامت تک اس فضاء بسیط میں گونج رہا ہے۔ جدید تحقیقات نے اب یہ بات ثابت کردی ہے کہ ماضئ قریب و بعید کی تمام آوازیں فضا میں موجود ہیں اور کیچ کی جاسکتی ہیں، ریکارڈ ہو سکتی ہیں۔ اس حوالہ سے بھی یہ صدائے اعلانِ رسالت ہر لمحہ و ہر آن صوتِ رسول کی آفاقی لہروں سے فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی ہے اور بار بار یہ اعلان اپنی پکار اپنی نوعی اور معنوی دعوت کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ کہ اے زمین و آسمان میں بسنے والے انسانو! اے تمام زمانوں کے انسانو! اے تمام مکانوں کے انسانو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیتِ کریمہ کا اعلانِ عام ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی بڑی روشن دلیل ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور مکانوں کے انسانوں کے لئے ہے اور ایسا کوئی زمانہ ہے نہ ایسی کوئی جگہ ہے جہاں جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور عصمت و امامت کا علم نہ لہرایا گیا ہو اور جہاں یہ اعلانِ رسالت براہِ راست یا بالواسطہ نہ پہنچا دیا گیا ہو۔ اب کسی زمانہ و کسی جگہ میں کوئی نبی پیدا ہوگا تو کیوں؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟ وہ آکر کیا کرے گا؟ کیا سنائے گا؟ کیا سکھائے گا؟ کس کا تزکیہ کرے گا؟ کسے حکمت سکھلائے گا؟ کیا وہ حضور کے اعلانِ رسالت سے بڑھ کر کوئی نیا اعلان کرے گا؟ یا وہ اس اعلان کے مساوی رتبہ پاکر اعلان کرے گا؟ یا وہ اس سے کمتر درجہ پر فائز ہو کر اعلان کرے گا؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماضی میں کوئی نہ بڑھ سکا، آپ کے عہدِ خیر و برکت میں کوئی برابر نہ ہوسکا کسی کا چراغ نہ جل سکا، برابر ہونا اور چراغ جلانا تو بڑی بات ہے۔ اس پورے عہد میں کوئی بھی نہ ٹھہر سکا بہتوں نے سر توڑ کوشش کی لسانی، جسمانی اور مادی توانائیوں سے لیس ہو کر بیسیوں مدمقابل ہوئے مگر فجعلہم کعصف ماکول (سورۃ الفیل) وہ کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنادیئے گئے اور جو آپ سے رتبہ میں چھوٹے تھے وہ سب کے سب اللہ نے ماضی میں نبوت و رسالت کے ابتدائی و ارتقائی مراحل میں بھیج دیئے

وہ آئے اور صرف اپنی اپنی قوموں کو سنوارنے کے لئے آئے اور ان سب سچوں نے (علیہم الصلوات والتسلیمات) اپنی اپنی نبوّت و رسالت کی راجدھانی میں ادائیگی فرض میں اُن کمالات فائقہ کا مظاہرہ کیا اور ایسی مضبوط و قوی جدوجہد فرمائی اور ایثار و قربانی کے ایسے نقوش جریدۂ عالم پہ ثبت کئے کہ انسانی مزاجوں کی ارضِ ناہموار ایک بہت بڑے آنے والے کے لئے ہموار کردی اور ان تمام انبیاء صادقین نے (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اپنے اپنے عہد میں اس سب سے عظیم و بزرگ آنے والے کی بشارتیں بانٹیں حسنِ مستقبل کی خوش خبری دی۔

یاتی من بعدی اسمہٗ احمد — میرے بعد (اب) جس نے آنا ہے ان کا نام نامی ہے احمد

جب پوری انسانیت کو ایک کے انتظار میں سنوارا سجایا اور وہ آنے والے محمد رسول اللہ آگئے جو سب سے اعلیٰ تھے جو نبوّت و رسالت کے ارتقاء و کمال کی انتہاء تھے اب اگر کسی نے آنا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ چڑھ کر آئے اب جو آپ سے کم تر درجہ کا پیدا ہو تو عروج سے زوال کی طرف آنے والی بات ہے اور عظمت سے پستی کی طرف آنے کا تصور بھی کونین کی ہلاکت کے مترادف ہے چہ جائیکہ سب چھوٹوں سے بھی چھوٹا، نہیں چھوٹا ہی نہیں حقیر اور صرف حقیر نہیں حقیر ترین، ہمیں اپنی حقیر ترین شخصیت کی طرف بلائے اس امت کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کیا ہو سکتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمولیت کو فخر سمجھیں اور اپنے امتیوں کو حضور کی اتباع میں دیکھ کر فرحت و انبساط کا اظہار کریں اور ایک حقیر ترین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گرامی کو اپنی اتباع کی طرف پکارے۔ بغاوت اور کسے کہتے ہیں یہی تو بغاوت ہے۔

نبوّت و رسالت محمد کی

عباء ختم نبوّت محمد کی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وازداجہ واصحابہٖ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً)

امّت محمد کی

اور اطاعت مرزا غلام احمد کی! (لعنت اللہ علیہ وعلی اعوانہٖ وانصارہٖ)

ع

بیں کہ تذکرہ بریدی و باکہ پیوستی

اب انسان اس جھوٹے، کھوٹے اور جھوٹے موٹے کے پیغام نافرجام کے منتظر ہیں؟

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت — قیامت تک

آپ کی رسالت ———— قیامت تک

آپ کی امامت ———— قیامت تک

آپ کی امت (وہ تمام انسان جو آئیں گے) قیامت تک

تو مسٹر گاما قادیانی کس نسل کے لئے ہے؟ اور کس زمانے کے لئے ہے؟ اور وہ بحیثیت مجدد مہدی خلیفہ و امام اور بحیثیت نبی کیا کرے گا آکر؟ کیا دین میں کوئی کمی ہے جسے وہ پورا کرے گا آکر؟ کیا نبوت میں کوئی نقص تھا جس کی اس نے تکمیل کرنی ہے؟ کیا انسان دینِ اسلام اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیر ہو چکے ہیں؟ (معاذ اللہ) جو گاما ان کی پیاس بجھائے گا؟

حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا؟

اب تو جو بھی اس وادی میں قدم رکھے گا ذلیل و رسوا ہوگا۔ منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پھر قرآنِ حکیم میں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و آمد کا ذکر سابقہ نبیوں نے فرمایا اگر حضور علیہ السلام کے بعد بھی سلسلۂ نبوت و رسالت باقی رہنا ہوتا تو یقیناً قرآنِ کریم میں حضور علیہ السلام کی زبانی اس کی تفصیل بیان ہو جاتی تو ہم سمجھتے کہ ابھی نبوت تکمیل کے مراحل میں ہے اور ابھی یہ اپنے عروج، کمالِ ارتقاء، اور منتہاء مقصود تک نہیں پہنچی مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے نبوت و رسالت کو ارتقاء کی تمام گھاٹیوں، منزلوں اور مرحلوں سے گزار کر عروج و کمال کی انتہا تک پہنچا کے یہ سلسلہ مکمل کر دیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ	آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

المائدہ آیت ۳

یعنی دونوں چیزیں اپنے کمال پر پہنچ چکی ہیں ان میں کوئی کمی، نقص، عیب، ضعف و کمزوری یا نارسائی کی کوئی بات نہیں رہی - نبوت و رسالت اور پیام نبوت و رسالت دونوں اللہ کی طرف سے ہدایت کے لئے بے مثال و باکمال ہیں۔

اب نہ تو کوئی پیام باقی ہے جو نازل کئے جانے کے قابل ہے۔

اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہے جو نبوت کا اہل ہے

اور امام الانبیاء و خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بڑے بلیغ پیرائے میں یہ اعلان کرنے کو فرمایا۔ چنانچہ آقا کریم نے یہ اعلان فرمایا۔

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ	محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ	نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ	ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے
النَّبِيّٖنَ۔ (احزاب ۔۴۰)	(یا نبیوں پر مہر)

اللہ پاک نے اس آیت کریمہ میں حقیقت باطنی کو الفاظ کے ظاہری جسم میں منتقل فرمادیا کہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ نبوت نے اپنے تمام مراحل کا عبوری سفر کرکے اپنی منزل پالی ہے اور یہ تو صدیوں کا سفر کرکے یہاں پہنچی ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد کون ہے جو اس منزل سے نکلے اور کون ہے جو عظمتوں کی بلندی کے بعد ذلتوں کی پستی میں اترے ۔

بعض لوگ غلام احمد کی ابلیسی تاویلات کو پیش کرتے ہیں اور اس کے ماننے والے موذی بھی لباس تاویل میں ملبوس اور دھوکہ و فریب میں مصروف نظر آتے ہیں وہ اس آیت کریمہ کے مضمون میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ حضور کے تو چار لڑکے تھے اور تم کہتے ہو کہ حضور علیہ السلام تم میں سے کسی کے باپ نہیں ۔

حالانکہ جواب قرآن کے لفظوں میں موجود ہے۔ مِنْ رِّجَالِكُمْ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ بچوں کے باپ کی نفی نہیں فرمائی۔ مرد کی نسبت نفی ہے۔ ظاہر ہے حضور علیہ السلام چار بچوں کے والد ماجد تو تھے جو بچپن میں ہی موت نے آلئے اور وہ مرد نہ بن سکے۔ مرد تو علی المرتضیٰ

بنے اور ظاہر ہے وہ بیٹے نہیں بھائی تھے۔ زید اور اسامہ رضی اللہ عنہم یہ سب امتی اور غلام ہی تو تھے صلبی اولاد نہ تھے۔ اور اگر کوئی اس پر اصرار کرے کہ علی، زید، اسامہ یا کوئی اور اولاد ہی تھے تو قرآن کریم نے اس کی نفی فرما دی۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ	تم جنہیں منہ سے بیٹا کہہ کے پکارو وہ
ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ	تمہارے بیٹے نہیں بلکہ یہ تو صرف منہ کی بات ہے۔

ویسے عظمت ورحمتِ نبوی کی عمومیت کے اعتبار سے تو آپ ساری امت کے مرد وزن کے والد ماجد ہیں۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے پیدا ہونے والی نسلِ آدم اولادِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے (عظمتہ) یہ بھی ایک مفہوم ہے سیدِ وُلدِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کا۔

إِنِّي أُبَاهِي بِكُمُ الْأُمَمَ	بے شک تحقیق میں تمہاری اکثریت پر
(کنز العمال ص۲۲۲ ج ۶)	دوسری امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔

مرزائیوں کا نا معقول اور تلبیسی عمل یہ بھی ہے کہ جو مسلمان دینی تعلیم کی نعمت سے محروم ہیں زبان وبیان، لغت اور گرامر تک سے قطعاً نا آشنا ہیں گو جدید تعلیم یافتہ ہیں انہیں لفظ خاتم کے لغوی معنی میں الجھا کر جیت کر لیتے ہیں۔ قارئین حیران ہوں گے کہ اس معاملہ میں قصہ وحکایت اور روایت فروش مذہبی پیشوا جو مذہبی طبقاتی کشمکش کے بڑے ماہر ہوتے ہیں میں نے مرزائیوں کی اس چالاکی اور حرفت کے سامنے جز بز ہوتے دیکھے اس وقت ان کے چہرے کی حالت وکیفیت ایسی دیکھی جیسے رگوں میں خون منجمد کر دینے والی سردیوں کی یخ بستہ اور تاریک رات میں ویران د سنسان سڑکیں حالانکہ اس صدی کے ہمارے اسلاف

امام المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری

امیرِ پیرانِ پنجاب حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی

امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

امیر المناظرین حضرت مولانا مرتضٰی حسن چاند پوری
مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی اموی رحمہم اللہ تعالیٰ وتغمدہٗ تراہم ومثواہم
اور دیگر بزرگان ملت و رہنمایان امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) نے اس موضوع پر اس قدر علمی خدمت کی ہے کہ عام اُردو پڑھنے والا مسلمان بھی اگر تھوڑی سی توجہ کرے تو یہ مشکل نہایت آسان ہو جاتی ہے۔

لفظ "خاتم"

۱۔ اگر زبر اور زیر دونوں کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہیں نگینہ اور مہر جس پر نام یا عبارت کندہ کرائی جائے۔

۲۔ **خاتَم** زیر زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنیٰ انگوٹھی بھی ہے۔

۳۔ **خاتِم** زیر و زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو آخر القوم قوم کا آخری فرد بھی اس کا معنیٰ ہے۔

۴۔ **خاتِمَ** زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی کو بھی خاتم کہتے ہیں۔

۵۔ **خاتِمَ** زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی گُدی کے نیچے کا گڑھا ہے۔[1]

اب مرزائی بتائیں ان پانچوں معنوں میں سے کون سا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرنا وہ پسند کرتے ہیں، ان معنوں میں سے کوئی معنی باعتبار فصاحت و بلاغت، اور زبان و بیان کے قواعد و ضوابط کی رو سے ادب جاہلی سے لے کر آج تک کوئی ایک شعر، ایک جملہ، ایک قاعدہ (ضابطہ) بیان کریں جس سے کسی عام انسان کو ان مذکورہ بالا معنوں سے منسوب کیا گیا ہو چہ جائیکہ ان معنوں سے انبیاء کے امام محمد رسول اللہ کو پکارا، لکھا اور پڑھا جائے۔ میرا تو خیال ہے کہ عربی زبان کی بلاغتوں اور نزاکتوں کے شناسا کفار بھی یہ حماقت کبھی نہ کریں جو غلام احمد نے کی ہے۔

---

[1] لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس، منتہی الادب وغیرہ دیکھئے۔

(جاری ہے)